Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

محدث اندلس بقی بن مخلد

پروفیسر محمد سلیم شاہ

نام : بقی بن مخلد بن یزید ، لقب شیخ الاسلام ، کنیت ابو عبدالرحمن ، الاندلسی القرطبی ۔

تاریخ اور مقام پیدائش : وہ شہر قرطبہ میں ۲۱ / رمضان المبارک ۲۰۱ ھ میں پیدا ہوئے تھے ۔ (۱) بعض روایات کے مطابق ان کی پیدائش مندرجہ بالا تاریخ سے دو سال قبل ہوئی تھی ، وہ اندلس کے سنہری دور میں پیدا ہوئے اس زمانے میں اندلس عباسی دربار سے آزاد ریاست تھی اور اس کے چپے چپے سے علم و ہنر کے چشمے پھوٹتے تھے (۲)۔

بقی عالم طفولت میں تھے کہ اندلس اور بغداد کے درمیان علمی ثقافتی اور تجارتی رابطے شروع ہو چکے تھے ، اور بغداد کے تاجروں نے اندلس کا رخ کر لیا تھا ، وہ اپنے سامان تجارت کے ساتھ اپنے اطوار و عادات اور تہذیب و ثقافت بھی لے جاتے تھے ، دوسری طرف اندلس سے تشنہ گان علوم و روایات کے لئے مشرق کے دروازے کھلے تھے ۔ وہ اپنی علمی پیاس کو بجھانے کے لئے بغداد، بصرہ، کوفہ، ہمدان، یمن اور حرمین کا رخ کرتے تھے (۳)۔

ابتدائی تعلیم : بقی بن مخلد نے ابتدائی تعلیم قرطبہ ہی میں حاصل کی تھی ۔ وہاں کے مشہور فقیہ اور محدث محمد بن عیسی المعافری کی خدمت میں رہے اور اکتساب علم کیا ، یہ قرطبہ کے

چوٹی کے علماء میں سے تھے ، روایت و آثار کے عالم تھے ۔ انھوں نے طلب علم کے لئے حجاز اور عراق کا سفر کیا تھا (۴)۔

اسفار علمیہ : سر زمین اندلس کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد وہ مشرق اسلامی کے سفر پر نکلے ، یہاں پر علماء حرمین ، مصر ، شام ، جزیرہ ، حلوان ، بصرہ ، کوفہ ، واسط ، خراسان ، عدن اور قیروان سے استفادہ کیا امام ذہبی کی رائے یہ ہے کہ اُن کیلئے خراسان و ہمدان جانا ممکن نہیں ہوا ، نیز جزیرہ اور یمن میں آمد بھی محل نظر ہے (۵) لیکن امام ذہبی نے جس رائے کا اظہار کیا اس کے لیئے کوئی حوالہ نہیں دیا ۔

بہرحال مشرق میں بقی بن مخلد شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا چکر لگا کر علماء حدیث سے روایات لیتے تھے ، اور حج کے موسم میں حرمین الشرفین میں ٹھہرتے تھے ، اس طرح دنیا کے مختلف کونوں سے آئے ہوئے علماء دین سے روایت و درایت کے علوم کا فیض حاصل کرتے تھے ۔ (٦) ان اسفار میں وہ بڑے بڑے مشائخ سے استفادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بعض مؤلفین سے ان کی تالیفات کی اجازت براہ راست حاصل کی ، بصرہ میں مشہور محدث اور مورخ خلیفة بن الخیاط العصفری (ت ۲۴۰) سے ان کی کتب ، الطبقات اور التاریخ کی اجازت لی ۔ کوفہ میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے اس کی معرکۃ الاراء کتاب ,,مصنف ,, کی اجازت حاصل کی (۷)۔

اسی زمانے میں آپ نے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی حاصل کیا ۔ حاضری سے متعلق درج ذیل روایت قارئین کیلئے یقیناً دلچسپی کا سبب بنے گی ۔

عبدالرحمن بن احمد بن بقی بن مخلد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنے دادا بقی بن مخلد سے سنا ہے کہ :

میں نے مکه سے بغداد کا سفر کیا تاکه امام احمد بن حنبل سے ملاقات کر لوں ، جب میں بغداد کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا که امام صاحب اس وقت سخت امتحان اور آزمائش میں ہیں ، اور کسی کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں ، اس بات کا مجھے بےحد صدمه ہوا۔ جب بغداد میں داخل ہوا وہاں ایک سرائے میں کرائے پر جگه لے لی، اور پھر جامع مسجد چلا گیا ، تاکه لوگوں سے مل بیٹھوں ، میں ایک حلقۂ علمی میں چلا گیا ، دیکھا که ایک آدمی رجال کے بارے میں درس دے رہا ہے ، جب کسی نے بتایا که یه یحیی بن معین ہیں تو میری خوشی کی انتہا نه رہی ... میں نے عرض کیا که آپ احمد بن حنبل کے بارے میں فرمائیں که وہ کس پایه کے آدمی ہیں اُنہوں نے مجھے حیرت سے دیکھا اور کہا : که ہم جیسے لوگ ,,احمد بن حنبل،، کے بارے میں کیا کہیں ؟ وہ تو امام المسلمین ہیں!وہ تو اس وقت کے مسلمانوں میں بہتر اور افضل شخصیت ہیں ، میں وہاں سے سیدھا احمد بن حنبل کے مکان کی تلاش میں نکل گیا پته معلوم ہوا تو جا کر دروازے پر دستک دی ، امام صاحب نکل آئے تو میں نے عرض کیا : ابو عبداللہ!میں بہت دور سے آیا ہوں اور اس ملک میں یه میری پہلی آمد ہے ، میں آپ سے حدیث و سنت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا که مہمان خانے کے اندر آ جائیے لیکن خیال رکھو که کوئی آپ کو دیکھ نه لے ۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا : آپ کہاں سے آئے ہیں ۔ میں نے جواب دیا ، مغرب اقصی سے ۔ انہوں نے کہا : افریقه سے ؟ میں نے کہا میرا ملک اندلس ہے۔ سمندر پار کر کے پھر ہم افریقه میں داخل ہوتے ہیں ۔

امام صاحب نے کہا ، که یقیناً آپ بہت دور سے آئے ہیں ، اور آپ جیسے آدمی کے کام سے مجھے زیادہ کوئی کام پسند نہیں ۔ لیکن آج

کل میں ایک امتحان میں ہوں۔ شاید آپ کو اس کا علم ہو چکا ہو گا ، میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہوا ہے ، البتہ یہاں پر چونکہ میں نووارد ہوں اور شخصی طور پر کوئی مجھے جانتا نہیں ، اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ سائل کی حیثیت سے آؤں گا اور اسی کی طرح آپ کے گھر کے سامنے آواز لگاؤں گا ، اس طرح باہر تشریف لانے پر اگر آپ مجھے روزانہ ایک حدیث بھی پڑھاتے رہینگے تو میرے لئے کافی ہو گا ـ امام صاحب نے کہا ، بالکل ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں میں نے کہا یہ شرط مجھے بالکل منظور ہے۔ میں روزانہ چھڑی لیکر ایک میلا کپڑا سر پر باندھتا اور امام صاحب کے دروازے پر آ کر زور سے چیختا ,,الاجر رحمک اللہ ،، جو اس وقت کے سائلوں کا نعرہ ہوتا تھا ـ وہ نکلتے اور مجھے دو تین حدیثیں یا اس سے زیادہ سناتے ـ میں نے اس طریقہ کی پابندی کی حتیٰ کہ امام صاحب پر پابندی لگانے والے شخص کا انتقال ہو گیا (۸) -

امام ذہبی نے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو بے اصل قرار دیا ہے۔

اس کے لئے انہوں نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ بقی بن مخلد امام احمد کے پاس ۲۳۰ ھ کے بعد آئے ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل سے (۲۲۸ ھ) احادیث کا سلسلہ قطع ہو گیا تھا اور واثق کی موت اور متوکل کی خلافت کے بعد (۲۳۲ ھ) امام احمد نے روایت حدیث خود ترک کر دی تھی اور اس پر آخر تک ڈٹے رہے تھے ـ اس کے بعد صرف اسماء الرجال اور فقہ کو موضوع بحث بنایا تھا ـ

دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ اگر بقی بن مخلد امام احمد بن حنبل سے تین سو احادیث سن چکے ہوتے (جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تحدید موجود ہے) تو اپنی مسند میں اس کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کرتے جبکہ میرے پاس مسند بقی کی جو دو جزء موجود ہیں ان میں امام احمد سے ایک روایت بھی نہیں ہے ـ (۹)

امام ذھبی کے اس اعتراض کا مشہور محدث دکتور اکرم ضیاء عمری نے ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل کمزور اور ناقابل اعتماد ہے ، لکھتے ھیں :

اس روایت کی سند نہایت درجہ قوی ہے اس کو عبدالرحمن نے اپنے والد احمد اور اس نے اپنے والد بقی سے نقل کیا ہے۔ عبدالرحمن بن احمد ثقه اور ضابط ھیں ، اپنے لکھنے پر اعتماد کرتے تھے ۔ اور اس کے والد احمد بن بقی تو قرطبه کے ممتاز عابد اور زاھد قاضی تھے وہ اپنے والد بقی بن مخلد کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے تھے ؛ اس لئے سند کے اعتبار سے یہ واقعه قوی اور قابل اعتماد ہے۔

امام ذھبی کا دوسرا اعتراض اس پر مبنی ہے کہ بقی بن مخلد کی ملاقات امام احمد بن حنبل سے اس زمانے میں ھوئی جب امام صاحب نے خود روایات کرنا ترک کر دیا تھا ، اس بات کے لئے علامہ ذھبی نے کوئی دلیل پیش نہیں کی ، نہ تاریخ میں ایسی کوئی حجت ہے جس سے امام ذھبی کی اس بات کا اشارہ ملتا ھو، بلکہ یہ بات تو معلوم اور مسلم ہے کہ بقی بن مخلد کوفہ میں ۲۲۷ ھ میں آئے تھے ۔ تو کیا کوفہ میں رھتے ھوئے وہ امام احمد کی ملاقات کے لئے نہیں گئے ھونگے ؟ بہت ممکن ہے کہ واثق باللہ کی وفات جو ۲۲۷ھ میں ھوئی ہے سے قبل دونوں کی ملاقات ھو چکی ھو ۔ البتہ جس روایت میں ہے کہ ,,حتی کہ ابتلاء میں ڈالنے والا شخص وفات پا گیا ،، تو خطیب کی ایک روایت سے معلوم ھوتا ہے کہ واثق باللہ نے خود بھی عقیدہ اعتزال سے رجوع کر کے اھل سنت کا مسلک اختیار کر لیا تھا۔ (تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۵۰)

مسند بقی میں امام احمد کی روایت نہ ھونے کی دلیل بھی اتنی قوی نہیں ہے کیونکہ امام ذھبی نے تو اس کے دو اجزاء کا ذکر کیا ہے کہ اُن میں احمد بن حنبل کی روایت نہیں ، صرف دو اجزاء سے

پوری کتاب کے بارے میں رائے قائم کرنے میں کوئی وزن نہیں ہے واللہ اعلم (۱۰)۔

اندلس کو واپسی :

حجاز و بغداد کے منابع علم سے سیراب ہونے کے بعد ۲۳۴ھ میں واپس اندلس پہنچے اس سفر میں اُنھوں نے روایت درایت کے ایسے ذخیرے جمع کئے جن کی اجازت مصنفین سے براہ راست حاصل کی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اندلس میں ہر طرف مذہب مالکی کی سیادت و قیادت تھی اور ملک کے تمام قابل ذکر علماء اس فقہی مسلک سے تعلق رکھتے تھے ، اندلس میں مذہب مالکی امام مالک کے چند شاگردوں کے ذریعے پھیل گیا تھا ۔ جنھوں نے مدینہ منورہ میں براہ راست امام مالک سے علم حاصل کر لیا تھا ۔

جب بقی بن مخلد اندلس میں واپس آ گئے اور اپنی خداداد صلاحیت اور قابل اعتماد علم کی روشنی میں انھوں نے روایات کے مطابق فتویٰ دینا شروع کر دیا اور حدیث کی ایسی نئی کتابیں ساتھ لے آئے جو اب تک علماء اندلس کے درمیان معروف نہیں تھی ۔ تو اس بات پر اندلس کے علماء ومشائخ کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور رفتہ رفتہ یہ بات اس وقت کے حاکم امیر محمد بن عبدالرحمن بن الحکم تک پہنچ گئی۔اُس نے معترضین اور بقی بن مخلد کو یکجا بٹھا کر بقی کے پاس موجود تالیفات کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد نہ یہ کہ اُسے سراہا بلکہ اُن کی افادیت کے پیش نظر حکم دیا کہ ان کی نقول شاہی کتب خانے میں رکھی جائیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس نے بقی کو علوم کی نشرواشاعت کی اجازت بھی دی امیر نے کہا !

,,انشر علمک وارو ما عند ک واجلس للناس ینتفعوابک ،،۔

(اپنے علم کو پھیلاؤ جو علم آپ کے پاس ہے اس کی روایت کرتے رہو اور لوگوں کے لئے بیٹھتے رہو تاکہ وہ آپ کے علم سے نفع حاصل کریں ۔ (۱۱) ۔

وفات : بقی بنی مخلد کی وفات بروز سہ شنبہ ۲۷ یا ۲۸ جمادی الاخیر ۲۷٦ ھ میں قرطبہ میں ہوئی ۔ ان کی نماز جنازہ ان کے داماد محمد بن یزید نے پڑھائی اور مقبرہ بنی عباس میں ان کی تدفین ہوئی ۔ (۱۲)

تقوی اور علمی مرتبہ :

حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ بقی بن مخلد نیک اور متقی شخص تھے ۔ کثیر الصیام تھے ، اور گوشہ نشین تھے ۔ ان امور میں اپنے زمانے میں بےنظیر تھے اور اپنے شہر میں منفرد (۱۳) ۔ حمیدی نے کہا ہے کہ وہ حفاظ حدیث ، ائمہ دین اور زہاد و صالحین میں سے تھے ۔ (۱۴) ورع اور تقویٰ میں ان کا یہ حال تھا کہ انہوں نے ,,قضا " کو کبھی قبول نہیں کیا ، حالانکہ کئی بار امراء اندلس نے پیشکش کی تھی ۔ اور جب آخر میں ان کے ایک نہایت قدر دان امیر منذر ابن عبدالرحمن نے بےحد اصرار کیا تو انہوں نے ایک دوسرے عالم عامر بن معاویہ کا نام بتا دیا اور اس طرح اپنا دامن قضا سے بچا لیا ۔ (۱۵)

اساتذہ اور مشائخ :

جن مشائخ سے بقی بن مخلد کی ملاقات ہوئی ہے اور ان سے باقاعدہ استفادہ کیا ہے ان کی تعداد دو سو چوراسی ہے ، کتب التراجم میں جن کا ذکر ہے وہ مندرجہ ذیل ہے : (۱) ابراهیم بن خالد الکلبی متوفی ۲۴۰ھ ۔ (۲) ابراهیم بن محمد الشافعی متوفی ۲۳۸ھ ۔ (۳) ابراهیم بن منذر الحزامی حجازی متوفی ۲۳٦ھ (۴) ابراهیم بن هشام الغسانی دمشق میں ۔ (۵) احمد بن ابراهیم الدورقی متوفی ۲۴٦ھ

(٦) احمد بن عبداللہ بن میمون متوفی ٢٣٦ ھ ـ (٧) احمد بن عمرو بن السرح ابو الطاہر متوفی ٢٥٥ ھ ـ (٨) احمد بن محمد بن حنبل متوفی ٢٣١ ھ ـ (٩) اسحاق بن سعید بن الازکون ـ (١٠)اسماعیل بن عبیدالحرانی متوفی ٢٣٠ھ (١١) بکار بن عبداللہبن بشر دمشق میں ـ (١٢) حبارۃ بن مغلس الحمانی متوفی ٢٣١ ھ ـ (١٣) حارث بن مسکین متوفی ٢٥٠ھ ـ (١٤) حرملۃ بن یحیی التجیبی المصری متوفی ٢٣٣ھ ـ (١٥) داؤد بن رشید الھاشمی الخوارزمی نزیل بغداد ـ (١٦) زھیر بن حارث (١٧) زھیر بن حرب ابو خیثمہ النسائی متوفی ٢٣٣ھ (١٨) زھیر بن عباد الرؤاسی ـ (١٩) سحنون بن سعید الفقیہ متوفی ٢٣٠ ھ ـ(٢٠) سلمۃ بن شبیب المسمعی النیسابوری متوفی ٢٣٠ھ کے بعد ـ (٢١) سوید بن سعد الانباری متوفی ٢٣٠ ھ ـ (٢٢) شیبان بن فروخ الحبطی متوفی ٢٣٦ھ ـ (٢٣) صفران بن صالح الدمشقی متوفی-٢٣٨ ھ ـ (٢٣)عباس بن عثمان المودب الدمشقی متوفی ٢٣٨ھ(٢٥) عباس بن الولید الخلال الدمشقی متوفی ٢٣٨ھ ـ (٢٦) عبدالرحمن بن ابراھیم رحیم متوفی ٢٣٥ھ ـ (٢٧) عبداللہ بن احمد بن ذکوان ـ (٢٨) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ٢٣٥ھ کوفہ میں ـ (٢٩) عبیداللہ بن عمر القواریری البصری متوفی ٢٣٥ھ ـ (٣٠) عثمان بن محمد بن ابراھیم بن ابی شیبہ متوفی ٢٣٩ھ ـ (٣١) عمرو بن علی الفلاس متوفی ٢٣٩ ھ ـ (٣٢) عون بن یونس افریقہ میں (٣٣) عیسی ابن حماد زغبۃ متوفی ٢٣٨ھ (٣٣) القاسم بن عثمان الجوعی الدمشقی (٣٥) کثیر بن عبید المذلجی متوفی ٢٥٠ھ ـ (٣٦) محمد بن ابان الواسطی متوفی ٢٣٨ھ ـ (٣٧) محمد بن بشار بندار متوفی ٢٥٥ھ (٣٨) محمد بن ابی بکر المقدمی متوفی ٢٣٣ھ (٣٩) محمد بن رمح

بن المهاجر التجیبی المصری متوفی ۲۳۲ھ (۳۰) محمد بن عبداللہ بن نمیر متوفی ۲۳۴ھ (۳۱) محمد بن عبید ابن حساب متوفی ۲۳۸ھ (۳۲) محمد بن العلاء الکوفی ابو کریب متوفی ۲۴۷ ھ ۔ (۳۳) محمد بن عیسی الاعشی متوفی ۲۲۱ ھ (۳۴) محمد بن المثنی الزمن ابو موسی متوفی ۲۵۲ ھ (۳۵) محمد بن مصطفی الحمصی (۳۶) محمد بن یحیی بن ابی عمر العدنی متوفی ۲۴۳ھ (۳۷) محمود بن خالد السلمی الدمشقی متوفی ۲۴۷ھ (۳۸) ابو مصعب الزھری الحجازی (۳۹) منجاب بن الحارث التمیمی الکوفی متوفی ۲۳۱ھ (۵۰) ھارون بن عبداللہ الحمال متوفی ۲۴۳ھ (۵۱) ھدبۃ بن الخالد القیسی البصری متوفی بعد ۲۳۰ھ (۵۲) ھریم بن عبدالاعلی الاسدی البصری متوفی ۲۳۵ھ (۵۳) ھشام بن خالد الازرق الدمشقی متوفی ۲۴۹ھ (۵۴) ھشام بن عبدالملک البزنی الحصی متوفی ۲۵۱ھ (۵۵) ھشام بن عمار الدمشقی متوفی ۲۴۵ھ (۵۶) ھناد بن السری الکوفی متوفی ۲۴۳ھ (۵۷) الولید بن عتبہ الاشجعی الدمشقی متوفی ۲۴۰ھ (۵۸) یحیی بن بشر الحریری الکوفی متوفی ۲۲۷ ھ (۵۹) یحیی بن عبدالحمید الحمانی متوفی ۲۲۷ ھ (۶۰) یحیی بن عبداللہ بن بکیر المصری متوفی ۲۲۸ ھ (۶۱) یحیی بن یحیی اللیثی القرطبی (۶۲) یعقوب بن حمید بن کاسب المدنی نزیل مکۃ متوفی ۲۴۰ ھ (۱۶) ۔

تلامذہ :

کتب تراجم میں ان کے تلامذہ کا نام تفصیل کے ساتھ موجود نہیں ، ان کے تبحر علمی کا چرچا پورے اندلس کے ساتھ حجاز اور بغداد میں بھی ھو چکا تھا ۔ ان کے ایک ساتھی احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ ھم نے ان کا نام مکنسۃ (جھاڑو) رکھا تھا کہ جہاں پر بقی

بن مخلد ہوتے تھے تشنہ گان علم کو اپنی طرف کھینچ لیتے کوئی کسی دوسرے درس میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا ۔ ایک معاصر عالم کی یہ شہادت کتنی وزنی ہے۔ اس سے بہ آسانی اندازہ ہوتا ہے کہ بقی بن مخلد سے استفادہ کرنے والے تشنہ گان علم کی تعداد کیا ہو گی ؟ اہل مشرق کا بقی بن مخلد سے استفادے کا بہت کم ذکر ملتا ہے ، اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ جب تک بقی بن مخلد مشرق میں تھے اس وقت ان کے اساتذہ و مشائخ زندہ تھے جن سے لوگ مسلسل استفادہ کرتے رہتے تھے ۔ اور جس وقت ان کے مشائخ دنیا میں نہیں رہے تو وہ واپس اندلس جا چکے تھے ۔ مصر و افریقہ میں بھی (قلیل تعداد میں) طالبان علوم نبوت نے ان سے استفادہ کیا ہے بقی بن مخلد کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجئے :

,,لما قدمت من العراق علی یحیی بن بکیر اجلسنی الی جنبہ وسمع منی سبعة احادیث،،(۱۷) جب میں عراق سے آیا تو یحیی بن بکیر نے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور سات احادیث مجھ سے سنیں نیز کہتے ہیں :

قدمت علی سحنون ، فکان ابنہ محمد یسمع علی فی داخل بیت سحنون بمحضر من سحنون » ۔ (۱۸) میں سحنون کے پاس آیا تو اس کے گھر پر اس کا بیٹا سحنون کی موجودگی میں مجھ سے احادیث سنتا تھا ، ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشائخ کا نام ملتا ہے۔

(۱) احمد بن بقی بن مخلد (۲) احمد بن خالد بن یزید (۳) احمد بن عبداللہ بن محمد بن المبارک الاموی ابو القاسم (۴) اسلمہ بن عبدالعزیز بن ہشام القاضی (۵) ایوب بن سلیمان المری (٦) حسن بن سعد بن ادریس البربری (۷) عبداللہ بن یونس المرادی (۸)عبدالواحد بن حمدون (۹)علی بن عبدالقادر بن ابی شیبہ الاندلسی (۱۰) محمد بن عمر بن لبانہ (۱۱) محمد بن قاسم بن

محمد (۱۲)محمد بن وزیر (۱۳)مروان بن عبدالملک القیسی، (۱۴)مہاجر بن عبدالرحمن (۱۵) نمر بن ہارون بن رفاعه العبسی (١٦)هشام بن الولید الغافقی ـ (۱۹)

تالیفات :

امام بقی بن مخلد کی قابل قدر تصنیفات و تالیفات کے نام اور اوصاف تو آج دیگر کتب میں ملتے ھیں مگر وہ حقیقی سرمایہ آج ھمارے پاس موجود نہیں ، قیاس کیا جاتا ہے کہ مسیحیت کے سیلاب نے جہاں اندلس پر اور تباھی مچائی وھاں یہ علمی ذخیرہ بھی اُسی کی نذر ھو گیا ـ

معروف کتب درج ذیل ھیں ـ

التفسیر الکبیر :

علمی حلقوں میں اس تفسیر کا بہت چرچا تھا ، یہ ایک بے مثال تفسیر سمجھی جاتی تھی ، مشہور ظاھری عالم علامه ابن حزم نے لکھا ہے کہ میں قطعی طور پر بلا استثناء کہتا ھوں که اسلام میں ایسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی ہے حتی کہ ابن جریر کی تفسیر بھی اس کے پائے کی نہیں ـ (۲۰)

مسند بقی بن مخلد :

علماء حدیث کے حلقوں میں اس کتاب کا اچھا خاصا تذکرہ ھوتا رھتا ہے ـ یہ مسند اسماء صحابہ کی ترتیب سے ہے ـ ابن حزم نے کہا ہے کہ اس میں اس نے ایک ھزار تین سو سے کچھ زائد صحابہ کی روایات درج کی ھیں ـ اس کے ساتھ انہوں نے فقہی ترتیب کا بھی خیال رکھا ہے ـ یہ بہ یک وقت مسند اور مصنف ہے ، اس سے قبل کسی نے اس نہج پر احادیث کا کوئی مجموعہ مرتب نہیں کیا ہے ، اس پر اس کا ثقه ، ضبط و اتقان اور جودت شیوخ بالا ہے ـ اُنہوں نے

دو سو چوراسی مشائخ سے روایات کی ھیں جن میں دس تک بھی ضعفاء نہیں ھیں۔ باقی سب مشہور علماء ھیں۔ (۲۱)۔ ابن الفرضی نے تو لکھا ,,لیس لاحد مثله،، ایسی مسند کسی کی بھی نہیں ہے۔ (۲۲)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ابن حزم نے مسند بقی کو مسند احمد پر فوقیت دی ہے لیکن میرے (ابن کثیر) نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ مسند احمد کا رتبہ بے شک اونچا ہے۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابن کثیر نے یہ قطعی فیصلہ کیسے کیا ہے، جب کہ اس نے مسند بقی بن مخلد کو دیکھنے کا کوئی عندیہ نہیں دیا ہے (۲۳)۔ بہرحال امام احمد بن حنبل بقی بن مخلد کے استاد ھیں جن کی استادی پر بقی فخر کرتے ھیں، اس لئے اگر ان کی مسند کے برابر بقی کی مسند نہیں ہے تو استاد اور شاگرد میں جو فرق ھوتا ہے وہ سب پر ظاھر ہے، تاھم ابن حزم جیسے عالم حدیث کی یہ رائے مسند بقی کی عظمت پر بہت بڑی حجت ہے۔

مسند بقی بن مخلد کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ مشرق کے چند اکابر علماء حدیث ان سے واقف ھو چکے تھے، امام ذھبی نے تو صاف لکھا ہے کہ میرے پاس مسند بقی کے دو جزء موجود ھیں، نیز حافظ ابن حجر کے ذخیرہ کتب میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے حافظ کے پاس مسند بقی کا ایک نسخہ موجود تھا (۲۴)۔

دور حاضر میں کسی نے یہ دعوی نہیں کیا ہے کہ اس نے مسند بقی بن مخلد کا کوئی نسخہ دیکھا ہے۔ ھندوستان کے ایک معروف عالم دین صاحب تحفة الاحوذی نے لکھا ہے کہ اس کا ایک نسخہ جرمن کے کتب خانے میں موجود ہے، باقی تفصیل انھوں نے ذکر نہیں

کی ، عصر حاضر کے مشہور محقق حدیث ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری لکھتے ہیں :

,,میں نے برلن،گوتہ اور لائبزک کے کتب خانے چھان لئے لیکن مجھے مسند بقی بن مخلد کی کوئی نشانی نہیں ملی تاہم برلن کے کتب خانے میں عربی مخطوطات کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے، جس کی فہرست ابھی نہیں بنی ہے۔ اسی طرح مشرقی برلن کے کتب خانے کے قلمی نسخوں کی فہرستیں ابھی نہیں بنی ہیں ابھی تک یہ امیدیں وابستہ ضرور ہیں کہ کسی شخص یا عام کتب خانے میں جن میں برلن مغرب اور ترکی کے کتب خانے شامل ہیں اس کا کوئی نسخہ دریافت ہو جائے گا ۔ (۲۵)

۳ ۔ **مصنف فی فتاوی الصحابہ و التابعین و من دونہم** : یہ مصنف جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے صحابہ تابعین وتبع تابعین کے فتاوی و اقوال کا مجموعہ ہے۔ اس کے بارے میں بھی علامہ ابن حزم نے لکھا ہے ,,اربی فیہ علی مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۲۶) ،، اس میں وہ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے بڑھکر ہے۔ یہ کتاب بھی نایاب ہے۔

۴ ۔ **ما روی فی حوض الکوثر** : یہ کتاب بھی نایاب ہے۔

۵ ۔ **عدد مالکل من الصحابۃ من الحدیث** : اس عنوان سے بقی بنی مخلد کی ایک مستقل تالیف ہے۔ اس کو اندلس کے مشہور عالم ابن حزم الظاہری نے ترتیب دیا ، بقی بن مخلد نے ہر صحابی کی روایات کی تعداد بتائی ہے اور ابن حزم نے اس کو یکجا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے اب بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ شام کے مکتبہ ظاہریہ میں ہے۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے اس نسخے کی فوٹو سٹیٹ حاصل کر کے اسے شائع کر دیا ہے، اس

میں ان صحابہ کرام کے نام درج ہیں ۔ جن سے ہزاروں روایات سے لیکر ایک روایت تک مروی ہیں ۔ ذیل میں ہم اس نسخے کا خلاصہ درج کرتے ہیں ۔

روایات کی تعداد	صحابہ کی تعداد
۱ ۔ ہزاروں روایات (یعنی دو ہزار سے اوپر)	چار
۲ ۔ ایک ہزار (یعنی دو ہزار سے کم)	تین
۳ ۔ سینکڑوں والے (یعنی دو سو سے اوپر)	دس
۴ ۔ ایک سو سے اوپر دو سو سے کم	اکیس
۵ ۔ دھائیوں والے یعنی بیس سے اوپر سو سے کم	اکانوے
٦ ۔ انیس روایات	دو
۷ ۔ اٹھارہ روایات	چھ
۸ ۔ سترہ روایات	تین
۹ ۔ سولہ روایات	تین
۱۰ ۔ پندرہ روایات	چار
۱۱ ۔ چودہ روایات	گیارہ
۱۲ ۔ تیرہ روایات	سات
۱۳ ۔ بارہ روایات	نو
۱۴ ۔ گیارہ روایات	نو
۱۵ ۔ دس روایات	چودہ
١٦ ۔ نو روایات	بارہ
۱۷ ۔ آٹھ روایات	اٹھارہ
۱۸ ۔ سات روایات	اٹھائیس
۱۹ ۔ چھ روایات	ستائیس
۲۰ ۔ پانچ روایات	اٹھائیس

۲۱ ـ چار روایات ترپن
۲۲ ـ تین روایات بہتر
۲۳ ـ دو روایات ایکسو بیس
۲۴ ـ ایک روایت چار سو اٹھاون

اس نسخه میں ان تمام صحابه کرام کے نام ھیں جن سے ، مسند بقی بن مخلد میں روایات منقول ھیں اور ان کی روایات کی تعداد بھی موجود ہے ـ (۲۷)

علماء کے تعریفی کلمات :

مغرب اور مشرق کے لاتعداد علماء نے بقی بن مخلد کو اپنے وقت کا عظیم عالم اور محدث قرار دیا تھا ، علامه ابن حزم الظاهری الاندلسی نے کہا ہے :

اس امام فاضل کی تالیفات بے نظیر ھیں ـ (۲۸)

امام ذہبی نے لکھا ہے :

اُن کی مسند اور تفسیر کی کوئی نظیر نہیں ـ (۲۹)

حمیدی نے لکھا ہے ـ

اُنہوں نے بڑی بڑی مصنفات لکھیں اور روایات جمع کرنے میں بے حد کوشش کی ، اور جب اندلس کو لوٹے تو اُنہوں نے اسکو علم سے بھر دیا ، اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جو انکی علمی عظمت اور کثرت معلومات کا بیّن ثبوت ہے (۳۰) ـ ابن الفرضی کہتے ھیں :

انہوں نے اندلس کو احادیث و روایات سے بھر دیا ـ (۳۱)

جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے :

وہ علم کا سمنّدر تھا (۳۲)

بقی بنی مخلد کی اولاد و احفاد :

اس یگانه روزگار محدث کی اولاد کئی صدیوں تک روایات و درایت فقه و فتوی اور دیگرعلوم میں اهل اندلس کیلئے مرجع رھی ـ

بقی بن مخلد کے اپنے صلبی بیٹے احمد بن بقی ایک متقی و پرہیزگار عالم دین تھے ۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے اور مسند علم پر اُن کے قائمقام تھے ۔ وہ قرطبہ کی قضاء پر بھی فائز رہے ۔ جس کے دوران انہوں نے عدل و انصاف کے ساتھ ورع و تقوی کی ایک مثال قائم کی ۔

احمد کے بیٹے عبدالرحمن بن احمد بن بقی بن مخلد اپنے عصر کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے ۔ انہوں نے اپنے دادا بقی بن مخلد کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ۔

عبدالرحمن کے بیٹے مخلد بن عبدالرحمن بن احمد بن بقی بن مخلد (پیدائش ۳۳۲ وفات ۴۰۸ ھ) بھی اندلس کے معروف علماء میں شامل تھے ۔

مخلد کے بیٹے عبدالرحمن بن مخلد بن عبدالرحمن بن احمد بن بقی بن مخلد (۳۵۸ ۔ ۴۳۷ھ) بہت اونچے پائے کے عالم محدث اور فقیہ تھے ۔ وہ دو مرتبہ طلیطلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے ۔

انہی کی اولاد میں محمد بن احمد بن مخلد بن عبدالرحمن بن بقی مخلد (۳۹۷ ۔ ۴۷۰ھ) اپنے دور کے سب سے اونچے عالم تھے ۔ انہوں نے اپنے والد احمد بن مخلد اور چچا ابو الحسن عبدالرحمن سے علم روایت اور فقہ کی تعلیم حاصل کی وہ قرطبہ کے منصب قضاء پر دو مرتبہ فائز ہو چکے تھے ۔ (۳۳)

ان کے اولاد الاولاد میں ابو القاسم احمد بن یزید بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن احمد بن مخلد بن عبدالرحمن بن احمد بن بقی بن مخلد ، اپنے دور کے واحد مشہور محدث تھے ۔ وہ ٦٢٠ ھ میں قرطبہ میں موطا کا درس دیا کرتے تھے ۔ موطا مالک میں ان کے تمام مشائخ قرطبین تھے اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی نویں پشت

کے دادا بقی بن مخلد کے حجرے ہی میں بیٹھ کر درس و تدریس کرتے تھے۔ علماء کی تاریخ میں علم و فضل میں ایسا تسلسل شاذ و نادر ہی کسی خاندان کو نصیب ہوا ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ ذہبی ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۸۵۔
۲۔ ابن الفرضی ابو الولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی الحافظ، تاریخ علماء الاندلس جلد ۲ ص ۹۲، ۹۳۔
۳۔ اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمہ مسندہ، ص ۳٦
۴۔ ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس جلد ۲، ص ۹۲، ۹۳۔
۵۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۸۹۔
٦۔ تاریخ علماء الاندلس جلد ۲، ص ۹۲ ۔
۷۔ العمری، اکرم ضیاء، بقی بن مخلد ومقدمہ مسندہ ص ۲۷ بحوالہ ابن عساکر۔
۸۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۹۳۔
۹۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۱۹۳
۱۰۔ بقی بن مخلد و مقدمہ مسندہ، ص ۳۹۔
۱۱۔ ذہبی تذکرہ الحفاظ، ج ۲، ص ٦۳۰۔
۱۲۔ تاریخ علماء الاندلس، ج ۲ ص ۹۳۔
۱۳۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳، ص ۲۸۹۔
۱۳۔ جزوۃ المقتبس ص ۱۷۷۔
۱۵۔ بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ص ۵۹
۱٦۔ بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ ص ۳۲، ۳۵
۱۷۔ یاقوت الحموی، معجم الادباء جلد ۳، ص ۸۳۔
۱۸۔ تاریخ علماء الاندلس، ص ۹۲۔
۱۹۔ ایضاً، ص ۹۲۔
۲۰۔ بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ ص ۳٦، ۳۷۔
۲۱۔ الحمیدی، ابو عبداللہ محمد بن أبی نصر فتوح بن عبداللہ الازدی جدوۃ المقتبس، ص ۱۷۷۔
۲۲۔ ایضاً، نیز دیکھئے شذرات الذہب ج ۲، ص ۱۲۹۔
۲۳۔ تاریخ علماء الاندلس : ۹۲۔
۲۳۔ بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ص ۳۸، ۳۹۔
۲۵۔ ابن حجر، شہاب الدین احمد العسقلانی الاصابہ ج ۱، ص ۱۳۸۔
۲٦۔ بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ ص ۲۷، ۲۸۔

۲۷ ـ بقی بن مخلد و مقدمه مسنده ، ص ۹۷ ، ۱٦۹

۲۸ ـ جذوة المقتبس ، ص ۱۷۷

۲۹ ـ جذوة المقتبس ، ص ۱۷۷

۳۰ ـ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ، ص ۲۹۱ ـ

۳۱ ـ جذوة المقتبس ، ص ۱۷۷ ـ

۳۲ ـ تاریخ علماء الاندلس ۹۲ ـ

۳۳ ـ سیوطی ، جلال الدین عبدالرحمن ، طبقات المفسرین ص ۳۱ ـ

۳۳ ـ ابن بشکوال ابوالقاسم ، خلف بن عبدالملک ، الصله ج ۲ ، ص ۵۵ ـ

۳۵ ـ ضیاء عمری بحواله المعجب فی تلخیص اخبار المغرب ۳۳۹ ـ

★★★